Sociology & Cultural Research Review (SCRR)
Available Online: https://scrrjournal.com
Print ISSN: 3007-3103 Online ISSN: 3007-3111
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

COMPARATIVE STUDY OF THE CONCEPT OF CHARITY AND ALMSGIVING IN HINDUISM AND ISLAM

ہندومت اور اسلام میں صدقہ و خیرات کے تصور کا تحقیقی و تقابلی مطالعہ

Dr. Muhammad Zakariya
Lecturer, Department of Islamic Studies, Abdul Wali Khan University Mardan
zaka336@gmail.com
Mr. Jawad Ullah
M.Phil Scholar, Department of Islamic Studies, Abdul Wali Khan University Mardan
jawadullah876@gmail.com
Afifa Rasheed
Lecturer Department of Islamic Studies, Women University Mardan
afifarashid93@gmail.com

Abstract

This research presents a comparative study of the concept of charity and almsgiving in Hinduism and Islam. Both religions emphasize generosity, compassion, and social welfare, yet their theological foundations and practical frameworks differ significantly. In Hinduism, charity (Dāna–Puṇya) is rooted in Vedic literature, the Bhagavad Gita, and Dharmashastras. It is viewed not only as a moral and social duty but also as a spiritual practice essential for maintaining cosmic order (ṛta) and reducing the effects of karma. Dāna is classified into three types: Sāttvika (pure and selfless giving), Rājasika (worldly and interest-driven giving), and Tāmasika (ignorant or harmful giving). The five daily sacrifices (Pañca-Mahāyajña) further highlight obligations toward sages, deities, ancestors, humans, and living beings. Thus, Hinduism integrates charity into ritual, social hierarchy, and the pursuit of moksha (salvation). In Islam, charity (Ṣadaqah) is deeply embedded in the Qur'an and Sunnah. It encompasses both obligatory charity (Zakāt, Ṣadaqat al-Fiṭr, ʿUshr, Kaffārāt) and voluntary charity (Nafl Ṣadaqah, Infaq fī sabīl Allāh). Zakāt, one of the five pillars of Islam, ensures economic justice by mandating wealth distribution to eight specific categories, including the poor, needy, debtors, and travelers. Beyond financial giving, Islam broadens charity to every act of kindness, such as removing harm from the road or showing hospitality. Purity of intention, avoidance of ostentation, and respect for the recipient are central conditions for acceptance. Charity in Islam serves as both a spiritual purification and a means of establishing social justice, ultimately linking generosity to eternal salvation. The comparative analysis reveals that while Hinduism views charity primarily as a means of spiritual elevation, karmic purification, and cosmic balance, Islam presents a more comprehensive and institutionalized framework that integrates worship, social justice, and economic equity. Islam clearly defines the recipients, conditions, and purposes of charity, making it a central mechanism for societal balance. Thus, Islam articulates the concept of charity in a more explicit, systematic, and universally applicable manner compared to Hinduism.

Keywords: *Hinduism, Islam, Dāna, Ṣadaqah, Zakāt, Almsgiving, Comparative Study, Social Justice, Spirituality.*

تعارف

ہندومت اور اسلام میں صدقہ و خیرات کے کا تحقیقی و تقابلی جائزہ لینے سے پہلے دونوں مذاہب کے دینیاتی ادب کا مختصر جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

ہندومت کا دینیاتی ادب (Religious Literature of Hinduism)

ہندومت کا دینیاتی ادب دو بنیادی حصوں پر مشتمل ہے: شرتی (Shruti) اور سمرتی (Smriti)۔ **شرتی** وہ الہامی متون ہیں جنہیں ہندو عقیدے کے مطابق رشیوں نے روحانی واردات کے ذریعے سنا اور پھر محفوظ کیا۔ اس زمرے میں چار وید شامل ہیں: رِگ وید، سام وید، یجر وید اور اتھر وید۔ ان ویدوں کے چار حصے ہیں: سمہتا (دیوی دیوتاؤں کی حمد و عبادت)، برہمنہ (قربانی کی رسومات)، آرانیاکا (جنگل میں ریاضت کی تعلیمات)، اور اُپنشد (فلسفیانہ وماورائی مباحث، وحدت الوجود، کارما اور تناسخ کے نظریات)۔ شرتی کو خالص الہامی اور غیر انسانی تصنیف مانا جاتا ہے اور اسے سمرتی پر برتری حاصل ہے۔ **سمرتی** وہ دینی لیٹریچر ہے جو رشیوں نے اپنی فہم اور یادداشت سے آگے منتقل کیا۔ اس میں انسانی عقل و فہم کا دخل ہوتا ہے۔ ہندو فقہ اور قانون کی بنیادی تشکیل زیادہ تر سمرتی پر مبنی ہے۔[i]

سمرتی میں چھ ویدانگا،[ii] دھرم سوتر کتابیں،[iii] دھرم شاستر کتابیں،[iv] رزمیہ نظمیں[v] (مہابھارت، رامائن اور بھگود گیتا) اور اٹھارہ پُران شامل ہیں۔[vi]

یوں ہندومت کا دینیاتی ادب نہ صرف مذہبی عقائد بلکہ فلسفہ، قانون، اخلاقیات اور سماجی نظام کی بنیاد فراہم کرتا ہے اور ہندو تہذیب کے فکری و روحانی ورثے کی مکمل عکاسی کرتا ہے۔

اسلام کا دینیاتی ادب

اسلام کی بنیادی کتاب قرآن مجید ہے، جبکہ اس کا دوسرا ماخذ نبی کریم ﷺ کی احادیث ہیں۔ یوں اسلام کا دینی ادب دو ستونوں: قرآن و حدیث پر کھڑا ہے۔[vii]

قرآنِ کریم 114 سورتوں پر مشتمل ایک مکمل اور محفوظ الٰہی کتاب ہے جس کی پہلی وحی سورۃ العلق کی ابتدائی آیات اور آخری وحی سورۃ البقرہ کی آیت 281 ہے۔ اس میں تقریباً 500 آیات عملی احکام سے متعلق ہیں۔ قرآن اپنی حقانیت اور حفاظت کی ضمانت خود دیتا ہے اور انسانیت کو چیلنج کرتا ہے کہ اس کے ہم پلہ کوئی آیت پیش کریں۔ یہ کتاب نہ صرف تحریری بلکہ زبانی روایت کے ذریعے بھی عہدِ رسالت سے آج تک بلا کمی و بیشی منتقل ہوئی اور کسی تحریف سے محفوظ رہی۔[viii]

قرآن الفاظ اور نظم دونوں کا نام ہے اور اس کا اعجاز اسی نظم میں ہے۔ اس لیے کسی زبان میں ترجمہ قرآن نہیں کہلاتا اور نہ ہی ترجمے پر اکتفا کر کے شریعت کے احکام اخذ کرنا درست ہے کیونکہ ترجمہ اصل نظم کے اسرار اور کئی معنوی باریکیوں کو منتقل نہیں کر پاتا۔ البتہ ترجمہ ان لوگوں کے لیے فہمِ قرآن کا ذریعہ ہے جو عربی زبان سے ناواقف ہیں، اور تلاوتِ قرآن ترجمہ سمجھے بغیر بھی باعثِ اجر ہے۔[ix]

قرآن 23 برس کے عرصے میں تدریجی طور پر نازل ہوا تاکہ انسانی فطرت کے مطابق احکام مرحلہ وار نافذ ہوں۔ مکی دور میں بنیادی عقائد اور کائناتی حقائق پر زور دیا گیا، جبکہ مدنی دور میں احکام شریعت اور حلال و حرام کے قوانین نازل ہوئے۔ تدریجی تشریع کی یہ حکمت قرآن کے اعجاز اور اس کے انسانی نفسیات سے ہم آہنگ ہونے کی روشن دلیل ہے۔[x]

حدیث ویسے تو نئی چیز کو کہتے ہیں، لیکن اسلامی اصطلاح میں اس سے مراد نبی اکرم ﷺ کے اقوال، افعال، تقریرات اور صفات ہیں۔ حدیث کا مصدرِ شریعت ہونا قرآن سے ثابت ہے، کیونکہ قرآن نبی ﷺ کو شارع اور شارح قرار دیتا ہے۔ قرآن نے بنیادی اصول فراہم کیے، جبکہ حدیث نے ان اصولوں کی وضاحت، تفصیل، تخصیص اور تحدید کی۔ بعض اوقات سنت ایسے احکام بھی بیان کرتی ہے جو قرآن میں نہیں ہیں، لیکن ان پر عمل بھی واجب ہے۔[xi]

حدیث کی تین بنیادی اقسام ہیں:

خبر متواتر –ایسی روایت جو ہر دور میں بڑی تعداد میں نقل ہوئی ہو اور قطعی الثبوت ہو، اس کے انکار پر کفر لازم آتا ہے۔

خبر مشہور –روایت جو ابتدا میں محدود راویوں سے آئی لیکن بعد میں مشہور ہو گئی اور یقین کے قریب درجہ رکھتی ہے۔ اس کے انکار پر گمراہی کا حکم لگتا ہے۔

خبر واحد –جو روایت تواتر تک نہ پہنچی ہو، اس کا ثبوت ظنی ہوتا ہے لیکن احکامِ عملیہ میں معتبر ہے۔[xii]

الغرض، حدیث قرآن کے بعد شریعت کا دوسرا بنیادی ماخذ ہے اور قرآن کے عملی نفاذ اور وضاحت میں کلیدی کردار ادا کرتی ہے۔

ہندومت میں صدقہ و خیرات کا تصور

دنیا کے تمام مذاہب میں صدقہ و خیرات کا تصور پایا جاتا ہے اور ہر مذہب میں اسے بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اسی طرح ہندو دھرم میں بھی صدقہ و خیرات کا واضح تصور موجود ہے۔ ویدک دھرم میں "دان" دھرم کو نہایت ضروری اور لازمی قرار دیا گیا ہے اور ہندومت میں صدقہ و خیرات کے لیے "دان پُن" کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے۔ ہندوؤں کی مقدس کتاب **بھگوت گیتا** میں بائیس مختلف مقامات پر "دان پُن" کا حکم دیا گیا ہے، جس سے اس عمل کی مذہبی اہمیت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔[xiii]

ہندومت میں دان پُن کو اعلیٰ اخلاقی اور مذہبی فریضہ قرار دیا گیا ہے۔ ہندو فلسفے کے مطابق کائنات میں ہر شے خدا کی ملکیت ہے اور انسان کے پاس جو کچھ بھی ہے وہ سب خدا کی عطا کردہ ہے۔ لہٰذا جو کچھ انسان خدا کی راہ میں دیتا ہے، وہ کسی پر احسان نہیں بلکہ خدا کی عطا کو اس کی بارگاہ میں واپس کرنا ہے۔ اس لیے ہر ہندو پر لازم ہے کہ وہ دان پُن کے عمل کو ادا کرے۔[xiv]

ہندومت میں فیاضی، سخاوت اور صدقہ و خیرات کی اہمیت ان الفاظ میں بیان کی گئی ہے کہ:

"کرت یگ میں ریاضت و عبادت کی ادائیگی، ترت یگ میں معرفتِ الٰہی، دواپر یگ میں قربانیوں کی ادائیگی اور کل یگ میں محض خیرات اور دان پُن بڑی نیکیاں قرار دی گئیں۔[xv]

بھگوت گیتا میں شری کرشن ارجن کو نصیحت کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"یگیہ –دان شپا کرمانہ تیاجیم کاریم ایوتت یگیو دانم تپا ایپاد نانی من الشیئ نام[xvi]

ترجمہ: "اے ارجن! یگیہ، دان اور تپ کبھی بھی ترک نہ کرو، ان کو سرانجام دینا ہی اصل دھرم ہے۔ یگیہ، دان اور تپ تو اعلیٰ انسانوں کو بھی پاکیزہ بنا دیتے ہیں۔"

مزید کہا گیا ہے:

"یہ ساری شان و شوکت ان کے لیے ہے جو خیرات دیتے ہیں، ان کی عمریں دراز ہوتی ہیں اور وہ آسمانی دنیا میں تا ابد روشن رہتے ہیں۔"[xvii]

ہندومت میں دان کی قسمیں

بھگوت گیتا میں صدقہ و خیرات یعنی دان کو تین بنیادی اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ہر قسم اپنی نیت، طریقہ اور مقصد کے اعتبار سے مختلف ہے۔

عارفانہ دان:

ہندومت میں سب سے اعلیٰ اور پسندیدہ قسم "عارفانہ دان" ہے۔ اس کے بارے میں شری کرشن کہتے ہیں: "دان دینا میرا دھرم ہے۔" عارفانہ دان وہ ہے جو خالص نیت کے ساتھ، بغیر کسی صلہ، بدلہ یا جزا کی توقع کے دیا جائے۔ اس میں یہ دیکھا جاتا ہے کہ لینے والا واقعی مستحق ہے اور دان ایسی جگہ دیا جائے جہاں اس کا صحیح استعمال ہو۔ ایسا دان پاکیزہ نیت کا مظہر ہوتا ہے اور حقیقی نیکی شمار کیا جاتا ہے۔[xviii]

دنیادارانہ دان:

دان کی دوسری قسم "دنیادارانہ دان" کہلاتی ہے۔ بھگوت گیتا میں لکھا ہے کہ جو دان کسی صلے، بدلے یا دنیاوی فائدے کی خواہش کے تحت دیا جائے اور جس میں دان دینے والا تنگ دلی یا مجبوری کا مظاہرہ کرے، وہ دنیاوی یا ظاہری دان کہلاتا ہے۔ اس قسم کے دان کا صلہ ضائع ہو جاتا ہے اور اس کی روحانی اہمیت کم ہو جاتی ہے۔[xix]

جاہلانہ دان:

تیسری قسم "جاہلانہ دان" ہے جو سب سے کمتر اور ناپسندیدہ تصور کی جاتی ہے۔ اس کے بارے میں شری کرشن فرماتے ہیں کہ جو دان وقت، مقام اور لینے والے کے استحقاق کی پرواہ کیے بغیر دیا جائے اور ساتھ ہی لینے والے کی تحقیر کی جائے، وہ تامسی یا جاہلانہ دان کہلاتا ہے۔ ایسا دان رذیل اور بے فائدہ سمجھا جاتا ہے۔[xx]

دان کی بنیادیں

ہندو دھرم میں خیرات یعنی دان کی بنیاد قربانی کو قرار دیا گیا ہے، جسے وہ یگیہ بھی کہتے ہیں۔ لفظ یجنا اور یگیہ لغوی اعتبار سے عبادت اور اصطلاحی طور پر قربانی کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں۔ سنسکرت کتب میں یہ لفظ اکثر عبادت اور مذہبی فریضے کے مترادف آتا ہے۔ ہندومت میں قربانی نہ صرف دیوتاؤں کی خوشنودی کے لیے ایک مذہبی عمل ہے بلکہ اسے کائناتی توازن برقرار رکھنے کے لیے لازمی سمجھا جاتا ہے۔[xxi]

یجنا پانچ اہم اعمال پر مشتمل ہے جنہیں پنچ مہایجنا کہا جاتا ہے اور جو ایک خاندان کے سربراہ پر روزانہ انجام دینا لازم ہیں۔ یہ پانچ اعمال درج ذیل ہیں:

1۔ رشی یجنا: اس کا مطلب مقدس کتابوں کا مطالعہ اور علم حاصل کرنا ہے۔ اسے برہمایجنا اور سندھیوپاسن بھی کہا جاتا ہے۔ اس عمل کا مقصد علم کے ذریعے ذہنی و روحانی پاکیزگی حاصل کرنا اور اپنی ذات کو سنسکار کے ذریعے بلند کرنا ہے۔[xxii]

2۔ دیویجنا: اس کا مطلب دیوتاؤں کی پوجا ہے۔ اس کی مشہور صورت اگنی ہوترا ہے، جس میں آگ جلا کر مخصوص منتر پڑھے جاتے ہیں اور ہون کے لیے گھی، اناج اور دیگر اشیاء آگ میں بطور نذر پیش کی جاتی ہیں۔ اس عمل کا مقصد دیوتاؤں کو خوش کرنا اور زندگی میں برکت حاصل کرنا ہے۔[xxiii]

3۔ پتریجنا: یہ عمل بزرگوں کے لیے نذر و نیاز پیش کرنے پر مشتمل ہے۔ اسے شرادھ پتریجنا بھی کہا جاتا ہے۔ اس میں بزرگوں کے نام پر خیرات دینا اور ان کے لیے دعائیں کرنا شامل ہے۔ ہندومت میں اسے نیک عمل اور خاندان کی ترقی کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔[xxiv]

4۔ منشیہ یجنا: اس عمل میں غرباء ومساکین، مہمانوں اور ضرورت مندوں کو کھانا کھلانا، خیرات کرنا اور نیک کاموں میں حصہ لینا شامل ہے۔ اسے معاشرتی ہم آہنگی اور انسان دوستی کا مظہر سمجھا جاتا ہے۔[xxv]

5۔ بھوت یجنا: یہ عمل جانوروں کو کھلانے پلانے اور ان کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے پر مشتمل ہے۔ ہندو مت میں جانوروں کو بھی زندگی کا حصہ مانا جاتا ہے، لہٰذا ان کے ساتھ بھلائی کو بھی عبادت کا درجہ دیا گیا ہے۔[xxvi]

عام معنوں میں یجنا قربانی کو کہا جاتا ہے اور مذہبی عقیدت کا اظہار بھجنوں کے علاوہ قربانی کے ذریعے بھی کیا جاتا ہے۔ قدیم دور میں یگیہ میں مختلف اجناس، گھی، سوم رس اور کبھی کبھی جانوروں کی بھینٹ دی جاتی تھی۔ ان چیزوں کو آگ میں ڈال کر دیوتاؤں کی نذر کیا جاتا تھا تاکہ وہ خوش ہوں اور دنیا میں خیر وبرکت پیدا ہو۔ رفتہ رفتہ قربانی نے اتنی اہمیت اختیار کر لی کہ بڑے بڑے دیوتا، جو مذہبی زندگی کا اصل مقصود سمجھے جاتے تھے، بھی قربانی کے بڑھتے ہوئے تصور کے آگے ماند پڑ گئے۔ اس طرح یگیہ آریاؤں کی مذہبی زندگی کا مرکز بن گئی اور اس کا صحیح اور مکمل اہتمام ہی سب سے بڑی نیکی قرار پایا۔[xxvii]

دان کے اصول اور آداب

ہندو دھرم شاستروں میں دان صرف ایک معاشرتی یا مالی عمل نہیں بلکہ ایک روحانی فریضہ سمجھا جاتا ہے۔ اس لیے اس کے اصول اور آداب کو بڑی باریک بینی کے ساتھ بیان کیا گیا ہے تاکہ دینے والے کا عمل خلوص، نیت اور مقصد کے اعتبار سے کامل ہو اور اس کے روحانی و اخلاقی اثرات بہترین ہوں۔[xxviii]

نیت کی پاکیزگی (Shuddha Bhavana)

دان کا سب سے پہلا اصول یہ ہے کہ دینے والے کی نیت بالکل پاک ہو۔ شاستروں میں کہا گیا ہے کہ اگر دان ریاکاری، شہرت حاصل کرنے یا دوسروں پر احسان جتانے کے لیے کیا جائے تو اس کا روحانی فائدہ ختم ہو جاتا ہے۔ دان صرف دھرم کے لیے اور دوسرے کی حاجت پوری کرنے کی نیت سے دیا جانا چاہیے۔[xxix]

(2وقت اور موقع کا انتخاب (Kaala-Desha)

دان کا وقت اور موقع بھی اہمیت رکھتا ہے۔ مذہبی تہواروں، یگیہ، شادی بیاہ اور جنم دن کے مواقع پر دیا گیا دان زیادہ ثواب کا باعث سمجھا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ مصیبت یا قحط کے وقت کیا گیا دان سب سے اعلیٰ اور فوری ثواب دینے والا عمل سمجھا جاتا ہے کیونکہ یہ براہِ راست انسانی جان بچانے کا ذریعہ بنتا ہے۔[xxx]

مستحق کا انتخاب (Patra-Paraiksha)

شاستروں میں زور دیا گیا ہے کہ دان ہمیشہ مستحق کو دیا جائے۔ غیر مستحق یا بدکار کو دیا گیا دان فضول شمار ہوتا ہے اور بعض مقامات پر اس کو نقصان دہ بھی کہا گیا ہے۔ مثلاً کسی شرابی کو دان دینا، جو اس رقم کو برائی میں خرچ کرے، نیکی کے بجائے گناہ کا باعث ہو سکتا ہے۔[xxxi]

(4عاجزی اور احترام (Vinaya aur Samman)

دان دیتے وقت عاجزی اور احترام کا رویہ ضروری ہے۔ دینے والے کو کبھی بھی غرور نہیں کرنا چاہیے اور نہ ہی لینے والے کو کمتر سمجھنا چاہیے۔ شاستروں میں یہاں تک کہا گیا ہے کہ دان لینے والا دراصل دینے والے پر احسان کرتا ہے کیونکہ وہ اس کو پُنیہ کمانے کا موقع فراہم کرتا ہے۔[xxxii]

خفیہ دان(Gupta-Dana)

سب سے اعلیٰ درجے کا دان وہ ہے جو خفیہ طور پر کیا جائے تاکہ نہ لینے والے کی عزتِ نفس مجروح ہو اور نہ دینے والے کے دل میں تکبر پیدا ہو۔ مہابھارت میں یہاں تک کہا گیا ہے کہ جو دان خفیہ طور پر کیا جائے وہ ہزار گنا زیادہ پھل دیتا ہے۔[xxxiii]

6)اشیاء کی پاکیزگی(Shuddha Dravya)

جو چیز دان میں دی جا رہی ہے وہ پاکیزہ، حلال اور جائز ذریعہ سے حاصل کردہ ہونی چاہیے۔ چوری یا ناجائز کمائی سے دیا گیا دان دھرم شاستروں میں ناپاک اور بے فائدہ قرار دیا گیا ہے۔[xxxiv]

7)خوش دلی اور رضامندی(Santosha aur Anand)

دان دیتے وقت دل خوش ہونا چاہیے، چہرے پر مسکراہٹ اور دل میں خوشی ہونی چاہیے۔ زبردستی یا دل پر جبر کر کے دیا گیا دان کم اجر کا باعث سمجھا جاتا ہے۔ شاستروں میں کہا گیا ہے کہ ہنستے ہوئے دیا گیا دان دیوتاؤں کو خوش کرتا ہے۔[xxxv]

ہندومت میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ دان ہمیشہ اپنے ہاتھ سے دینا افضل ہے اور دان دینے کے وقت منتر پڑھنا اور دیوتاؤں کے نام پر نذر پیش کرنا روحانی ثواب کو بڑھا دیتا ہے۔ کچھ کتب میں یہاں تک لکھا ہے کہ دان ہمیشہ اچھے دن اور اچھے وقت میں دینا چاہیے، جیسے سورج گرہن، چاند گرہن، مقدس تہواروں اور جنم دنوں پر۔ ان مواقع پر دیا گیا دان کئی گنا زیادہ روحانی اثر رکھتا ہے۔

آخر میں یہ بات بھی اہم ہے کہ دان دینے کے بعد لینے والے کے ساتھ اچھا برتاؤ رکھا جائے اور اس پر نظرِ التفات کی جائے۔ اگر کوئی شخص دان دے کر لینے والے کو حقیر سمجھے یا اس سے نفرت کرے تو دان کا مقصد فوت ہو جاتا ہے۔

یہ تمام اصول اور آداب اس بات کو واضح کرتے ہیں کہ دان کا مقصد صرف مادی مدد فراہم کرنا نہیں بلکہ روحانی اور اخلاقی ارتقاء بھی ہے۔ اس عمل کو ایسی عبادت قرار دیا گیا ہے جو دینے والے کو عاجزی، قربانی اور انسانیت کی خدمت کا درس دیتی ہے اور معاشرے میں انصاف، توازن اور اخوت کو فروغ دیتی ہے۔

ہندومت میں دان کی سماجی اہمیت

ہندومت میں دان کو نہ صرف ایک انفرادی نیکی بلکہ معاشرتی ذمہ داری اور مذہبی فریضہ قرار دیا گیا ہے۔ دان کو اس درجہ عظیم عمل سمجھا جاتا ہے کہ اسے موکش (نجات) حاصل کرنے کے ذرائع میں شامل کیا گیا ہے۔ دھرم شاستر کے مطابق جو شخص اپنی دولت کا کچھ حصہ محتاجوں اور ضرورت مندوں پر خرچ کرتا ہے، وہ نہ صرف دنیا میں سکون اور عزت حاصل کرتا ہے بلکہ اگلی زندگی میں بہتر مقام پاتا ہے۔[xxxvi]

سماجی اعتبار سے دان معاشرے میں مساوات اور ہم آہنگی پیدا کرتا ہے۔ ذات پات کے سخت نظام میں دان ایک ایسا عمل ہے جو اونچی ذات کے لوگوں کو نچلی ذات یا محروم طبقات کی ضرورتیں پوری کرنے پر آمادہ کرتا ہے۔ اس طرح دان معاشرتی بگاڑ کو کم کرتا ہے اور محروم طبقات کو سہارا دیتا ہے تاکہ وہ زندگی کی بنیادی ضروریات پوری کر سکیں۔[xxxvii]

دان کو مذہبی رسومات کے ساتھ بھی جوڑا گیا ہے۔ یگیہ، پوجا، اور مذہبی تہواروں کے موقع پر دان دینا لازمی تصور کیا جاتا ہے۔ ایسے مواقع پر دان دینے کو دوہرا ثواب سمجھا جاتا ہے کیونکہ یہ نہ صرف کسی انسان کی مدد کا باعث بنتا ہے بلکہ مذہبی فضا میں روحانی پاکیزگی بھی پیدا کرتا ہے۔[xxxviii]

ہندومت میں یہ تصور بھی ملتا ہے کہ دان دینے سے برے کرم کے اثرات کم ہو جاتے ہیں اور نیک کرم میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس طرح دان انسان کے کرم چکر کو بہتر بنا کر اس کے اگلے جنم کو خوشگوار بناتا ہے۔ مہابھارت میں بیان کیا گیا ہے کہ جو شخص دان دیتا ہے وہ اپنے گناہوں کو دھولیتا ہے اور اس کے گناہ آگ کی طرح جل کر راکھ ہو جاتے ہیں۔

معاشرتی طور پر دان غربت اور بھوک کو کم کرنے کا ذریعہ ہے۔ قدیم ہندوستانی معاشرے میں جب کوئی قحط، آفت یا وبا آتی تھی تو امراء اور برہمن طبقہ کھانے پینے کی اشیاء، اناج اور مویشی دان کرتے تاکہ معاشرے میں بھوک اور بے چینی ختم ہو۔ اس عمل نے نہ صرف افراد کی جان بچائی بلکہ معاشرتی استحکام قائم رکھا۔

دان کو ریاستی اور قانونی نقطۂ نظر سے بھی اہم سمجھا گیا۔ دھرم شاستروں میں بادشاہوں کو ہدایت دی گئی کہ وہ رعایا کے دکھ درد کو دور کرنے کے لیے خزانے سے دان دیں اور غریبوں کو سہارا فراہم کریں۔ یہ عمل راجہ دھرم (بادشاہ کا مذہبی فرض) کا حصہ تھا اور اس کے ذریعے رعایا میں انصاف اور خوشحالی قائم رہتی تھی۔

مذہبی نقطہ نظر سے دان روحانی تطہیر کا ذریعہ ہے۔ شاستروں میں کہا گیا ہے کہ دان دینے سے انسان کے اندر سے بخل، حرص اور مادہ پرستی کا زہر نکل جاتا ہے اور وہ روحانی طور پر ترقی کرتا ہے۔ دان دینے والے کو پنّیہ (ثواب) ملتا ہے جو اسے نجات کے راستے پر لے جاتا ہے۔

یوں دان ہندومت میں صرف ایک معاشرتی ضرورت یا رسم نہیں بلکہ ایک جامع نظامِ خیرات ہے جو فرد کی اخلاقی تربیت کرتا ہے، معاشرے میں عدل و مساوات قائم کرتا ہے اور مذہبی طور پر نجات اور موکش کے حصول میں مدد دیتا ہے۔

دان کے اثرات اور فوائد

ہندو دھرم شاستروں میں دان کو نہ صرف ایک مذہبی فریضہ سمجھا گیا ہے بلکہ اسے انسان کی روحانی اور اخلاقی زندگی کا لازمی حصہ قرار دیا گیا ہے۔ اس کے اثرات اور فوائد صرف دینے والے تک محدود نہیں رہتے بلکہ معاشرے اور انسانی رشتوں پر بھی گہرے اور مثبت اثرات مرتب کرتے ہیں۔

(1 روحانی پاکیزگی اور پُنّیہ (Punya)

شاستروں کے مطابق دان دینے والا انسان اپنے پاپ) گناہوں (کو کم کرتا اور اپنے لیے پُنّیہ (نیکیوں کا ذخیرہ) جمع کرتا ہے۔ یہ عمل اس کے اگلے جنم کو بہتر بناتا ہے اور اُسے موکش (moksha) یعنی نجات کی راہ پر گامزن کرتا ہے۔[xxxix]

دل کی نرمی اور انا کا خاتمہ

دان کے ذریعے انسان کا دل نرم ہوتا ہے اور اس میں عاجزی پیدا ہوتی ہے۔ شاستروں میں کہا گیا ہے کہ دان دینے والا اپنی دولت کو دوسروں کے ساتھ بانٹ کر لالچ اور بخل سے پاک ہو جاتا ہے۔ یہ عمل انسان کے اندر موجود انا اور غرور کو کم کرتا ہے اور اس کے اخلاق میں نرمی اور وسعت پیدا کرتا ہے۔[xl]

معاشرتی توازن اور ہم آہنگی

دان معاشرے میں دولت کی منصفانہ تقسیم کا ذریعہ بنتا ہے۔ اس کے ذریعے غریبوں اور حاجت مندوں کی ضروریات پوری ہوتی ہیں، یتیموں اور بیواؤں کی کفالت ممکن ہوتی ہے، اور قحط و مصیبت کے وقت معاشرہ مضبوط رہتا ہے۔ اس سے ذات پات اور طبقاتی خلیج کم ہوتی ہے اور معاشرے میں بھائی چارہ پیدا ہوتا ہے۔[xli]

ذہنی سکون اور خوشی

دان دینے والا شخص اندرونی طور پر سکون اور خوشی محسوس کرتا ہے۔ یہ احساس کہ اس نے کسی کی ضرورت پوری کی ہے، اس کے دل کو اطمینان دیتا ہے۔ بعض شاستروں میں یہاں تک کہا گیا ہے کہ دان کے بعد پیدا ہونے والی خوشی سب سے بڑی عبادت ہے۔[xlii]

رزق میں برکت اور خوش حالی

دھرم گرنتھوں میں ذکر ملتا ہے کہ دان دینے سے دولت میں کمی نہیں آتی بلکہ برکت بڑھتی ہے۔ کہا گیا ہے کہ جو شخص کھلے دل سے دان دیتا ہے اس کے گھر میں کبھی قلت نہیں آتی۔ بعض شاستروں میں یہ بات بھی ملتی ہے کہ دان دینے سے بیماریوں اور مصیبتوں سے نجات ملتی ہے اور زندگی میں خوش حالی آتی ہے۔[xliii]

سماجی مقام اور عزت

معاشرے میں فیاض اور سخی شخص کو ہمیشہ عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ دان کرنے والا شخص دوسروں کے لیے مثال بن جاتا ہے اور اس کے کردار کی خوبی آنے والی نسلوں تک یاد رکھی جاتی ہے۔[xliv]

اگلے جنم میں بہتر مقدر

ہندو عقیدے کے مطابق دان کے اثرات اس زندگی سے آگے بھی جاری رہتے ہیں۔ جو شخص اپنے مال اور وسائل کا صحیح استعمال کرتا ہے وہ اگلے جنم میں بہتر خاندان اور خوش حال زندگی پاتا ہے۔[xlv]

یہ تمام اثرات ظاہر کرتے ہیں کہ دان کا تصور محض ایک سماجی ذمہ داری نہیں بلکہ انسان کی روحانی تربیت اور معاشرتی ارتقاء کا ذریعہ ہے۔ اس سے نہ صرف فرد کی شخصیت نکھرتی ہے بلکہ پورا معاشرہ ایک مضبوط، خوشحال اور متوازن نظام کی طرف بڑھتا ہے۔

اسلام میں صدقہ و خیرات کا تصور

لغوی اعتبار سے صدقہ، صداقت سے نکلا ہے اور اس کا مطلب ہے اپنے ایمان اور اخلاص کو سچ کر دکھانا۔ ابن منظورؒ لکھتے ہیں: صدقہ سے مراد وہ مال ہے جو اللہ کی رضا کے لیے غریبوں کو دیا جائے۔[xlvi]

امام راغب اصفہانیؒ فرماتے ہیں: صدقہ وہ مال ہے جو واجب نہ ہو بلکہ محض اللہ کی رضا اور قربت کے لیے دیا جائے۔[xlvii]

گویا صدقہ و خیرات زکوٰۃ کی ادائیگی کے بعد باقی بچنے والے مال کو رضائے الٰہی کے لیے خرچ کرنا ہے تاکہ معاشرے میں حاجت مندوں کی ضروریات پوری ہوں اور معاشی ناہمواری ختم ہو۔ تاہم زکوۃ جیسے واجبی حق پر بھی صدقہ کا اطلاق ہوتا ہے۔ جیسے کہ قرآن کریم نے خود زکوۃ پر صدقہ کا اطلاق کیا ہے۔[xlviii] اس کے علاوہ احادیث شریفہ میں ہر بھلائی پر صدقہ کا اطلاق کیا گیا ہے۔[xlix] اس سب سے یہ معلوم ہوتا ہے اسلامی نقطہ نظر سے لفظ صدقہ ایک وسیع تر مفہوم کا حامل ہے۔

اسلام اپنے ماننے والوں کی اخلاقیات میں سخاوت، فیاضی، ہمدردی، اخوت اور ایثار کو ہمیشہ زندہ اور متحرک رکھنا چاہتا ہے۔ اسلام یہ چاہتا ہے کہ مسلمان کے اخلاق و کردار میں احسان اور خدمتِ خلق کی وہ روح پیدا ہو جو اسے کمال تک پہنچا دے۔ ایک سچا مومن جب کسی ضرورت مند یا مصیبت زدہ انسان کو دیکھتا ہے تو وہ یہ سوچ کر غافل نہیں ہو جاتا کہ میں نے زکوٰۃ دے کر دین کی مالی ذمہ داری پوری کر دی ہے، بلکہ وہ دین کی اشاعت، دینی اداروں کے قیام اور فلاحی سرگرمیوں میں اپنے مال کو خرچ کرنے کو سعادت سمجھتا ہے۔[1] چنانچہ قرآن اپنی ابتدائی سورت سورۃ البقرہ میں صدقہ و خیرات اور انفاق کو ہدایت یافتہ لوگوں کی کلیدی صفات میں ذکر کرتا ہے اور ایسے ہی لوگوں کو کامیاب قرار دیتا ہے۔

الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُوْنَ----أُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ-وَ أُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ [li]

ترجمہ: وہ لوگ جو بغیر دیکھے ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے رزق میں سے کچھ (ہماری راہ میں) خرچ کرتے ہیں۔۔۔۔یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ کامیابی حاصل کرنے والے ہیں

قرآن کریم نے دسیوں مقامات پر صدقہ و خیرات کو جنتیوں کی صفت قرار دیا ہے۔ بلکہ قرآن کریم نے صدقہ و خیرات کو نہ صرف اعلیٰ اخلاقی صفت اور قدر قرار دیا ہے، بلکہ صاحب ثروت لوگوں کے مالوں میں ایک مخصوص حصہ صدقہ کرنے کو فرض قرار دیا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم مالداروں کے مال میں تنگدستوں کا حق لازمی قرار دیتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَ فِیْۤ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآىٕلِ وَ الْمَحْرُوْمِ[lii] یعنی ان کے مالوں میں ایک مقرر حصہ ہے سوال کرنے والے اور محروم کے لیے۔ یہ آیت واضح کرتی ہے کہ اسلام میں مالدار کی دولت میں ضرورت مندوں کا حق مقرر ہے۔

اسی حقیقت کو نبی کریم ﷺ نے یوں بیان فرمایا: إن في المال لحقا سوى الزكاة۔[liii] یعنی "مال میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی حق ہے۔

اسی طرح ایک اور حدیث میں ارشاد ہے:ان فی اموالکم حقا سوی الزکوۃ[liv] یعنی تمہارے مالوں میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی حق ہے۔

اس طرح اسلام اپنے ماننے والوں کو اس بات پر آمادہ کرتا ہے کہ وہ واجب فرائض (زکوٰۃ وغیرہ) کے علاوہ بھی فلاحی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں تاکہ معاشرے سے غربت، بھوک اور محرومی ختم ہو اور معاشرتی عدل قائم ہو سکے۔ نبی کریم ﷺ نے زکوۃ کو ارکانِ اسلام میں شمار کیا ہے۔[lv]

اس سب سے یہ اندازہ بخوبی ہو جاتا ہے، کہ قرآن کریم صدقہ وخیرات کس قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

صدقہ کی اقسام

اسلام نے صدقہ کو دو بڑی اقسام میں تقسیم کیا ہے: صدقہ واجبہ اور صدقہ نافلہ

صدقہ واجبہ

یہ وہ صدقات ہیں جن کی ادائیگی مسلمان پر فرض ہے۔ جیسے: زکوٰۃ، صدقہ فطر، عشر، نذر اور کفارات۔ صدقاتِ واجبہ، بالخصوص زکوۃ، کی فرضیت اور ادائیگی کا ذکر قرآن کریم بیسیوں مقامات پر آیا ہے۔ زمین کی پیداوار میں عشر کے وجوب کا ذکر قرآن کریم نے کیا ہے:آتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ وَلَا تُسْرِفُوا[lvi] یعنی کٹائی کے دن اس کا حق ادا کرو اور فضول خرچی نہ کرو۔

اور قربانی کو بھی صدقاتِ واجبہ میں شمار کیا گیا ہے جو ابراہیمی سنت کی یادگار ہے اور امتِ مسلمہ پر واجب قرار دی گئی۔[lvii]

صدقہ نافلہ

یہ وہ صدقات ہیں جو فرض یا واجب نہیں لیکن رضائے الٰہی کے لیے ادا کیے جاتے ہیں۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:مَّثَلُ الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ----[lviii]

"جو لوگ اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کی مثال اس دانے کی سی ہے جو سات بالیاں اگاتا ہے اور ہر بالی میں سو دانے ہوتے ہیں۔"

یہاں نفل صدقہ کو سات سو گنا اجر کے برابر قرار دیا گیا ہے، اور بعض روایات میں آتا ہے کہ اللہ چاہے تو اس سے بھی زیادہ اجر عطا فرماتا ہے۔[lix]

صدقہ وخیرات کی فضیلت

احادیث میں صدقہ وخیرات کی فضیلت کے بے شمار پہلو بیان ہوئے ہیں، جیسے: صدقہ مال میں کمی نہیں کرتا بلکہ برکت پیدا کرتا ہے،[lx] صدقہ اللہ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے اور بری موت سے بچاتا ہے،[lxi] صدقہ قبر کی گرمی کو ٹھنڈا کرتا ہے اور قیامت کے دن سایہ فراہم کرتا ہے۔[lxii]

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: إنَّ صَدَقَةَ الْمُسْلِمِ تَزِيْدُ فِي الْعُمْرِ، وَتَمْنَعُ مِيْتَةَ السُّوءِ، وَيُذْهِبُ اللهُ بِهَا الْكِبْرَ وَالْفَخْرَ۔[lxiii]

"مسلمان کا صدقہ عمر میں اضافہ کرتا ہے، بری موت کو روکتا ہے اور تکبر اور غرور کو ختم کر دیتا ہے۔"

ایک اور روایت میں ہے: إِنَّ الصَّدَقَة لَتُطْفِئُ عَنْ أَهلِها حَرَّ الْقُبُوْرِ، وَإِنَّمَا يَسْتَظِلُّ الْمُؤْمِنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي ظِلِّ صَدَقَتِه[lxiv]

"صدقہ قبر کی گرمی کو ٹھنڈا کر دیتا ہے اور مومن قیامت کے دن اپنے صدقہ کے سائے میں ہو گا۔"

یہ تمام احادیث بتاتی ہیں کہ صدقہ نہ صرف دنیا میں خیر و برکت لاتا ہے بلکہ آخرت میں انسان کے لیے نجات اور رحمت کا ذریعہ بنتا ہے۔

مصارفِ صدقہ

قرآنِ مجید نے زکوٰۃ اور صدقات کے آٹھ مصارف کو واضح طور پر بیان کیا ہے:

إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ[lxv]

"صدقہ صرف فقیروں، مسکینوں، زکوٰۃ پر مقرر عاملین، دل جوئی کے محتاجوں، غلاموں کی آزادی، قرض داروں، اللہ کی راہ اور مسافروں کے لیے ہے۔"

فقراء: فقیر وہ ہے جس کے پاس کچھ مال تو ہو مگر اتنا نہیں کہ نصاب کو پہنچے، یا نصاب کے برابر ہو مگر ضروریاتِ زندگی پوری کرنے کے بعد کچھ نہ بچے۔

مساکین: مسکین اس شخص کو کہا جاتا ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو اور وہ اپنے کھانے پینے اور لباس کے لیے دوسروں پر انحصار کرے۔

عاملین: یہ وہ افراد ہیں جو اسلامی حکومت کی طرف سے زکوٰۃ اور صدقات وصول کرنے کے لیے مقرر ہوں۔ ان کی ذاتی مالی حالت کوئی رکاوٹ نہیں بن سکتی، وہ ان کے محنتانہ کے مستحق ہیں۔

مؤلفۃ القلوب: یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اسلام کی طرف مائل کرنا مقصود ہو، خواہ وہ نئے مسلمان ہوں یا غیر مسلم جو اسلام کے قریب آ سکتے ہوں۔ ابتدائی دورِ اسلام میں یہ حصہ اہم تھا، بعد میں جب اسلام کو قوت ملی تو اس کا دائرہ محدود کر دیا گیا۔

فی الرقاب: اس سے مراد غلاموں کو آزاد کرانا ہے۔ اگر کوئی غلام مکاتب ہو (یعنی آزادی کے لیے رقم طے کر رکھی ہو) تو اس کی مدد کرنا صدقہ ہے۔ آج کل اس کا مصداق قیدیوں کی رہائی کے لیے تاوان ادا کرنا یا انسانی آزادی کے لیے تعاون کرنا ہو سکتا ہے۔

غارمین: غارم سے مراد مقروض شخص ہے جو قرض اتارنے کی طاقت نہ رکھتا ہو اور اس کی معاشی حالت اس کے لیے مشکل پیدا کر رہی ہو۔

فی سبیل اللہ: اس کا مطلب اللہ کی راہ میں خرچ کرنا ہے۔ اس میں جہاد کے لیے تعاون، دینی مدارس میں تعلیم حاصل کرنے والے مستحق طلبہ کی کفالت، دینی تبلیغ کے کام اور رفاہی خدمات شامل ہیں۔

ابن السبیل: یہ مسافر ہے جو سفر میں محتاج ہو جائے، چاہے اپنے وطن میں صاحبِ نصاب ہو۔ اسے اتنا دیا جائے کہ وہ اپنے مقام تک پہنچ سکے۔

صدقہ و خیرات کے دیگر مظاہر

اسلام میں صدقہ کی حدود کو محض مالی امداد تک محدود نہیں رکھا گیا بلکہ ہر اچھا عمل صدقہ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: كُلُّ سُلَامٰى مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ [lxvi] "تمہارے جسم کے ہر جوڑ پر ہر دن صدقہ لازم ہے۔"

یہاں تک کہ: لوگوں کے درمیان انصاف کرنا، بیمار کی عیادت کرنا، راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹا دینا، کسی کو راستہ بتا دینا یہ سب صدقہ ہیں۔ مہمان نوازی اور صلہ رحمی بھی صدقہ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ[lxvii]

"جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔"

اور فرمایا: "مہمان نوازی تین دن تک ہے، اس کے بعد جو بھی خرچ کرے وہ صدقہ ہے۔"[lxviii]

اسی طرح رشتہ داروں پر خرچ کرنے کو دوہرا اجر قرار دیا گیا: الصَّدَقَةُ عَلَى الْمِسْكِيْنِ صَدَقَةٌ، وَهِيَ عَلَى ذِي الرَّحِمِ ثِنْتَانِ: صَدَقَةٌ وَصِلَةٌ[lxix]

"رشتہ دار کو دیا گیا صدقہ دو اجر رکھتا ہے: ایک صدقہ اور دوسرا صلہ رحمی۔"

ایک دفعہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ۔ ہر مسلمان پر صدقہ لازم ہے۔"

صحابہؓ نے عرض کیا: اگر کسی کے پاس کچھ نہ ہو تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ اپنے ہاتھوں سے کام کرے اور اپنے لیے فائدہ حاصل کرے اور صدقہ کرے۔"

صحابہؓ نے پھر پوچھا: اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ کسی حاجت مند کی مدد کرے۔" پھر صحابہؓ نے عرض کیا: اگر یہ بھی نہ کر سکے تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ خیر کا حکم دے۔"

پھر صحابہؓ نے عرض کیا: اگر یہ بھی نہ کرے تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ برائی سے رکے، یہی اس کے لیے صدقہ ہے۔"[lxx]

یہ حدیث بتاتی ہے کہ صدقہ محض مال دینے کا نام نہیں بلکہ ہر نیک عمل، ہر خیر خواہی اور ہر خدمت خلق بھی صدقہ ہے۔

قبولیتِ صدقہ کی شرائط

اسلام نے صدقہ کی قبولیت کے لیے چند اہم شرائط بیان کی ہیں:

اخلاصِ نیت: صدقہ محض اللہ کی رضا کے لیے ہونا چاہیے، نہ کہ دکھاوے کے لیے۔ قرآن کہتا ہے: لَا تُبْطِلُوْا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى[lxxi]۔

"اپنے صدقوں کو احسان جتا کر اور ایذا پہنچا کر ضائع نہ کرو۔"

ریاکاری سے پرہیز: صدقہ دکھاوے یا شہرت کے لیے نہیں ہونا چاہیے۔[lxxii]

دل آزاری سے اجتناب: صدقہ لیتے وقت لینے والے کی عزتِ نفس مجروح نہ ہو۔

مستحقین کا انتخاب: صدقہ ایسے لوگوں کو دینا چاہیے جو حقیقی مستحق ہوں۔

پوشیدگی: پوشیدہ طور پر صدقہ دینا افضل ہے تاکہ ریاکاری سے بچا جا سکے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "وہ شخص جو اس طرح صدقہ دے کہ اس کا بایاں ہاتھ نہ جانے کہ دائیں نے کیا دیا، قیامت کے دن عرش کے سائے میں ہوگا۔"[lxxiii]

صدقہ وخیرات کے معاشرتی اثرات

اسلام میں صدقہ و خیرات صرف ایک مالی فریضہ نہیں بلکہ معاشرتی نظام کو متوازن کرنے کا ایک مضبوط ذریعہ ہے۔

غربت اور معاشی ناہمواری کا خاتمہ:

صدقہ معاشرے میں دولت کی تقسیم کو متوازن کرتا ہے۔ جب مالدار افراد اپنی زائد دولت غریبوں پر خرچ کرتے ہیں تو معاشرتی طبقات کے درمیان پائی جانے والی معاشی خلیج کم ہو جاتی ہے۔ اس سے غربت میں کمی آتی ہے اور سماج میں استحکام پیدا ہوتا ہے۔

سماجی ہم آہنگی

صدقہ محتاجوں کی ضروریات پوری کر کے دلوں میں محبت پیدا کرتا ہے۔ اس عمل سے حسد اور بغض جیسی بیماریاں ختم ہوتی ہیں اور باہمی اخوت و ہمدردی کو فروغ ملتا ہے۔

جرائم کی روک تھام

جب معاشرے کے ضرورت مند افراد کو بروقت تعاون مل جاتا ہے تو ان کے اندر چوری، ڈاکا یا فریب جیسے جرائم کی ضرورت کم ہو جاتی ہے۔ یوں صدقہ جرائم کی روک تھام میں ایک حفاظتی کردار ادا کرتا ہے۔

معاشی سرگرمیوں میں اضافہ: صدقہ و خیرات کے ذریعے غرباء کو بنیادی ضروریات میسر آتی ہیں، وہ صحت مند اور فعال رہتے ہیں اور معاشی سرگرمیوں میں حصہ لیتے ہیں، جس سے معاشرہ مجموعی طور پر ترقی کرتا ہے۔

صدقہ وخیرات کے روحانی اثرات

قلبی سکون اور روحانی طمانیت: صدقہ دینے سے انسان کے دل میں ایک عجیب سکون اور روحانی خوشی پیدا ہوتی ہے۔ قرآن کہتا ہے: "وَمَا أَنفَقْتُم مِّن شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ" یعنی جو کچھ تم خرچ کرتے ہو اللہ اس کا بدلہ دیتا ہے۔ یہ یقین انسان کو مزید سخاوت پر آمادہ کرتا ہے۔

گناہوں کی معافی: احادیث میں آتا ہے کہ صدقہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے۔ یہ روحانی پاکیزگی کا ذریعہ ہے اور آخرت میں نجات کا سبب بنتا ہے۔

رزق میں برکت: صدقہ دینے سے مال گھٹتا نہیں بلکہ بڑھتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِّنْ مَالٍ" "صدقہ دینے سے مال کم نہیں ہوتا۔" بلکہ اللہ تعالیٰ اس میں برکت عطا فرماتا ہے۔

بلاؤں اور مصیبتوں کا دفعیہ: صدقہ بلاؤں کو ٹالتا اور مصیبتوں سے حفاظت کا ذریعہ بنتا ہے۔ اس طرح صدقہ دنیاوی زندگی میں امن و اطمینان کا سبب بنتا ہے۔

ایمان اور توکل میں اضافہ: جب انسان اپنے مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے تو اس کا ایمان اور اللہ پر توکل مضبوط ہوتا ہے، کیونکہ وہ یہ یقین رکھتا ہے کہ دینے والا اصل میں اللہ ہے اور وہی اس کو مزید عطا فرمائے گا۔

یہ پہلو واضح کرتے ہیں کہ صدقہ و خیرات محض مالی لین دین نہیں بلکہ معاشرتی انصاف، روحانی تربیت اور اخلاقی ارتقاء کا ایک مربوط نظام ہے۔

نتائج

1. ہندومت اور اسلام ہر دو مذاہب میں صدقہ و خیرات کا تصور پایا جاتا ہے۔ ہندومت میں اسے "دان پُن" کہا جاتا ہے جبکہ اسلام میں یہ زکوٰۃ، صدقہ اور خیرات کی شکل میں فرض اور نفل عبادت دونوں کا درجہ رکھتا ہے۔
2. ہندومت میں دان پُن کی بنیاد ویدک ادب، بھگوت گیتا اور دھرم شاستر جیسے مذہبی متون میں ملتی ہے۔ دان کو مذہبی فریضہ اور کائناتی توازن (Cosmic Order) قائم رکھنے کے لیے لازم سمجھا گیا ہے۔ اسلام میں صدقہ و خیرات کی بنیاد براہِ راست وحی الٰہی (قرآن) اور سنتِ نبوی ﷺ ہے۔ اسلام نے اس کو محض اخلاقی یا سماجی عمل نہیں بلکہ ایمان اور عبادت کا لازمی حصہ قرار دیا۔ زکوٰۃ کو رکنِ اسلام شمار کیا گیا ہے، جبکہ نفل صدقات کو رضائے الٰہی اور تزکیہ نفس کا ذریعہ قرار دیا گیا۔
3. ہندومت میں دان کی تین اقسام بیان کی گئیں ہیں: عارفانہ دان (خالص نیت کے ساتھ دیا گیا)، دنیادارانہ دان (صلے یا فائدے کے لیے دیا گیا) اور جاہلانہ دان (غلط وقت یا نااہل کو دیا گیا)۔ مزید بر آں، "پنچ مہایجنا" کے تحت مختلف طبقات و مخلوقات کے حقوق ادا کرنے کو دان کا حصہ قرار دیا گیا۔ **اسلام میں** صدقہ کو دو بڑی اقسام میں تقسیم کیا گیا: صدقہ واجبہ (زکوٰۃ، عشر، صدقہ فطر، کفارات وغیرہ) اور صدقہ نافلہ (رضاکارانہ خیرات، انفاق فی سبیل اللہ)۔
4. ہندومت میں دان کے اصولوں میں نیت کی پاکیزگی، عاجزی، خفیہ دان، اور مستحقین کا انتخاب بنیادی شرائط میں شامل ہیں۔ تاہم بعض اوقات دان کو اگلے جنم کی بہتری، موکشا (نجات)، اور کرموں کے اثرات کم کرنے کے لیے بھی دیا جاتا ہے۔ اسلام میں نیت کو اولین درجہ حاصل ہے۔ قرآن و حدیث نے تاکید کی کہ صدقہ صرف اللہ کی رضا کے لیے ہو، نہ کہ ریاکاری، شہرت یا احسان جتانے کے لیے۔ مقصد صرف رضائے الٰہی، تزکیہ نفس، اور معاشرتی عدل کا قیام ہے۔ اسلام نے آخرت کی کامیابی کو صدقہ و خیرات کے ساتھ جوڑا۔
5. ہندومت میں صدقہ و خیرات زیادہ تر برہمن طبقے کے ساتھ مخصوص سمجھا گیا، اگرچہ دوسرے طبقات، غرباء، مساکین اور جانوروں کے حقوق بھی دان کے ذریعے ادا کیے جاسکتے ہیں۔ تاہم ذات پات کے نظام نے اکثر اس عمل کو محدود کیا۔ اسلام میں اسلام نے مستحقین کو بلا تفریق ذات و نسل مقرر کیا۔ فقیر، مسکین، مقروض، غلام، مسافر، مجاہد، طلبۂ دین اور مؤلفۃ القلوب سب اس کے دائرے میں شامل ہیں۔ یہاں ذات پات یا طبقاتی امتیاز کی کوئی گنجائش نہیں رکھی گئی۔
6. ہندومت میں دان کو فرد کے روحانی ارتقاء اور کرموں کی صفائی کا ذریعہ مانا گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ عمل معاشرتی سطح پر غرباء کی مدد اور ذات پات کے فرق کو کسی حد تک کم کرنے میں معاون رہا۔ اسلام میں اسلام نے صدقہ کو معاشرتی عدل اور دولت کی منصفانہ تقسیم کا ذریعہ بنایا۔ زکوٰۃ اور صدقات کے ذریعے دولت کا بہاؤ محدود طبقے سے نکل کر معاشرے کے کمزور طبقات تک پہنچایا گیا۔ ساتھ ہی یہ فرد کی اخلاقی تربیت، تزکیۂ نفس، اور اخوت و مساوات کے قیام کا ذریعہ بنا۔

حوالہ جات

[i]. Vedāṅga (Vedangas): Auxiliary sciences for understanding the Vedas, including phonetics, grammar, linguistics, rituals, prosody, and astronomy.

[ii]. Sūtra and Dharma Sūtra: Codes of moral and social conduct, domestic and religious rituals, and principles of character-building, expressed in prose form.

[iii]. Dharma Śāstra (Dharma Shastras): Texts of Hindu religious and social laws, among which Manu Dharma Śāstra (Laws of Manu) and Yājñavalkya Śāstra are the most significant.

[iv]. Dharma Śāstra (Dharma Shastras): Texts of Hindu religious and social laws, among which Manu Dharma Śāstra (Laws of Manu) and Yājñavalkya Śāstra are the most significant.

[v]. Mahābhārata: The epic of the war between the Kauravas and the Pāṇḍavas, containing the counsel of Śrī Kṛṣṇa. Bhagavad Gītā: A part of the Mahābhārata, comprising the spiritual and ethical teachings imparted by Kṛṣṇa to Arjuna, regarded as the central text of Hindu philosophy. Rāmāyaṇa: The epic tale of the war between Rāma and Rāvaṇa and the recovery of Sītā.

[vi]. Purāṇas: Eighteen ancient texts narrating the creation of the universe, the stories of deities, and mythological tales.

[vii]. *Kamali, Mohammad Hashim. Principles of Islamic Jurisprudence. 2nd ed. Cambridge: Islamic Texts Society, 2005, pp. 32–41.*

[viii]. *Burton, John. The Collection of the Qur'an. Cambridge: Cambridge University Press, 1977, pp. 25–50; al-Azami, Muhammad Mustafa. The History of the Qur'anic Text: From Revelation to Compilation. Kuala Lumpur: Islamic Book Trust, 2003, pp. 70–118.*

[ix]. Kamali, *Principles of Islamic Jurisprudence*, pp. 42–50.

[x]. al-Suyuti, *Al-Itqan*, vol. 1, pp. 65–78; Burton, *The Collection of the Qur'an*, pp. 90–112.

[xi]. *Some Early Texts*. Beirut: al-Maktab al-Islami, 1968, pp. 15–33; Brown, Jonathan A. C. *Hadith: Muhammad's Legacy in the Medieval and Modern World*. Oxford: Oneworld Publications, 2009, pp. 18–42.

[xii]. *al-Azami, Studies in Hadith Methodology and Literature. Indianapolis: American Trust Publications, 1977, pp. 43–67; Brown, Hadith: Muhammad's Legacy, pp. 65–83*

[xiii]. *Radhakrishnan, S. The Bhagavadgītā. London: George Allen & Unwin, 1948, pp. 112–145; Kane, Pandurang Vaman. History of Dharmaśāstra (Ancient and Medieval Religious and Civil Law in India). Vol. 2. Poona: Bhandarkar Oriental Research Institute, 1941, pp. 856–878.*

[xiv]. Prabhavananda, Swami, and Christopher Isherwood. *The Song of God: Bhagavad-Gita*. Hollywood: Vedanta Press, 1944, pp. 59–63.

[xv]. Kane, *History of Dharmaśāstra*, vol. 2, p. 862.

[xvi]. Radhakrishnan, *The Bhagavadgītā*, pp. 148–150

[xvii]. *Prabhavananda and Isherwood, The Song of God, p. 75.*

[xviii]. Radhakrishnan, *The Bhagavadgītā*, pp. 151–153

[xix]. Prabhavananda and Isherwood, *The Song of God*, p. 78.

[xx]. Radhakrishnan, *The Bhagavadgītā*, pp. 153–154

[xxi]. Kane, *History of Dharmaśāstra*, vol. 2, pp. 870–873; Hillebrandt, Alfred. *Ritual of the Veda*. Translated by B. K. Ghosh. Delhi: Motilal Banarsidass, 1980, pp. 95–118.

[xxii]. Hillebrandt, Ritual of the Veda, pp. 120–124.

[xxiii]. Kane, *History of Dharmaśāstra*, vol. 2, pp. 876–880

[xxiv]. Hillebrandt, *Ritual of the Veda*, pp. 125–130

[xxv]. Prabhavananda and Isherwood, *The Song of God*, pp. 85–87

[xxvi]. Kane, *History of Dharmaśāstra*, vol. 2, pp. 881–883

[xxvii]. Hillebrandt, *Ritual of the Veda*, pp. 140–155; Kane, *History of Dharmaśāstra*, vol. 2, pp. 883–889.

xxviii. Kane, Pandurang Vaman. *History of Dharmaśāstra (Ancient and Medieval Religious and Civil Law in India*. Vol. 2, Part 2. Poona: Bhandarkar Oriental Research Institute, 1941, pp. 850–865.

xxix. Manu Smṛti, 4.233; Olivelle, Patrick, trans. *Manu's Code of Law: A Critical Edition and Translation of the Mānava-Dharmaśāstra*. New York: Oxford University Press, 2005, p. 115.

xxx. Bhagavad Gītā, 17.20; Radhakrishnan, S., trans. *The Bhagavadgītā*. London: George Allen & Unwin, 1948, p. 382.

xxxi. Manu Smṛti, 3.98; Kane, *History of Dharmaśāstra*, vol. 2, pp. 860–862.

xxxii. Mahābhārata, Anuśāsana Parva 60.22; Ganguli, Kisari Mohan, trans. *The Mahabharata of Krishna-Dwaipayana Vyasa*. Vol. 13. Calcutta: Bharata Press, 1893, p. 341.

xxxiii. *Mahābhārata, Anuśāsana Parva 58.11; Ganguli, The Mahabharata, vol. 13, p. 322.*

xxxiv. Manu Smṛti, 4.229; Olivelle, *Manu's Code of Law*, p. 113.

xxxv. *Bhagavad Gītā, 17.21–22; Radhakrishnan, The Bhagavadgītā, p. 384.*

xxxvi. Manu Smṛti, 4.232; Kane, *History of Dharmaśāstra*, vol. 2, pp. 865–867.

xxxvii. Dumont, Louis. *Homo Hierarchicus: The Caste System and Its Implications*. Chicago: University of Chicago Press, 1970, pp. 115–120.

xxxviii. Bhagavad Gītā, 17.20; Radhakrishnan, *The Bhagavadgītā*, p. 382.

xxxix. Manu Smṛti, 4.229–233; Olivelle, *Manu's Code of Law*, pp. 113–115.

xl. Mahābhārata, Anuśāsana Parva 60.22; Ganguli, *The Mahabharata*, vol. 13, p. 341.

xli. Dumont, *Homo Hierarchicus*, pp. 121–124.

xlii. *Bhagavad Gītā, 17.20–22; Radhakrishnan, The Bhagavadgītā, p. 383.*

xliii. Manu Smṛti, 4.229; Kane, *History of Dharmaśāstra*, vol. 2, p. 863

xliv. Mahābhārata, Anuśāsana Parva 58.11; Ganguli, *The Mahabharata*, vol. 13, p. 322.

xlv. Olivelle, *Manu's Code of Law*, p. 114; Kane, *History of Dharmaśāstra*, vol. 2, pp. 867–869.

xlvi - Ibn Manẓūr, Muḥammad ibn Mukarram. *Lisān al-ʿArab*. Vol. 10. Beirut: Dār Ṣādir, 1994, p. 205.

xlvii - *Al-Rāghib al-Iṣfahānī, Abū al-Qāsim. Al-Mufradāt fī Gharīb al-Qurʾān. Beirut: Dār al-Maʿrifa, 2006, p. 292.*

xlviii . Qurʾān 9:60;

xlix - Al-Nawawī, Yaḥyā ibn Sharaf. *Sharḥ Ṣaḥīḥ Muslim*. Vol. 7. Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyya, 1996, p. 92; ḥadīth: "كل معروف صدقة"

l - Al-Ghazālī, Abū Ḥāmid. *Iḥyāʾ ʿUlūm al-Dīn*. Vol. 1. Cairo: Dār al-Ḥadīth, 2004, pp. 314–316.

li . Qurʾān 2:3–5

lii - Qurʾān 51:19

liii - Al-Tirmidhī, Muḥammad ibn ʿĪsā. *Jāmiʿ al-Tirmidhī*. Kitāb al-Zakāh, 659. Beirut: Dār al-Gharb al-Islāmī, 1998, vol. 3, p. 21.

liv - Al-Ḥākim, Muḥammad ibn ʿAbd Allāh. *Al-Mustadrak ʿala al-Ṣaḥīḥayn*. Vol. 1. Hyderabad: Dāʾirat al-Maʿārif al-ʿUthmāniyya, 1915, p. 389.

lv - Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Kitāb al-Īmān, 8; Ṣaḥīḥ Muslim, Kitāb al-Īmān, 16

lvi - Qurʾān 6:141

lvii - Ibn Kathīr, Ismāʿīl ibn ʿUmar. *Tafsīr al-Qurʾān al-ʿAẓīm*. Vol. 4. Riyadh: Dār Ṭayyiba, 1999, p. 645; Qurʾān 22:36–37.

lviii - Qurʾān 2:261

lix - Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Kitāb al-Jihād, 2843; Ṣaḥīḥ Muslim, Kitāb al-Zakāh, 1895

lx - Ṣaḥīḥ Muslim, Kitāb al-Zakāh, 2588; Al-Nawawī, *Sharḥ Ṣaḥīḥ Muslim*. Vol. 7. Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyya, 1996, p. 127

[lxi] - *Al-Tirmidhī, Muḥammad ibn ʿĪsā. Jāmiʿ al-Tirmidhī. Kitāb al-Zakāh, 664. Beirut: Dār al-Gharb al-Islāmī, 1998, vol. 3, p. 28.)*

[lxii] - Musnad Aḥmad ibn Ḥanbal. Vol. 2. Beirut: Muʾassasat al-Risāla, 1995, p. 383; Al-Bayhaqī, *Shuʿab al-Īmān*. Vol. 3. Riyadh: Maktabat al-Rushd, 2003, p. 304

[lxiii] - Al-Ṭabarānī, al-Muʿjam al-Awsaṭ, vol. 5, p. 361, ḥadīth no. 5572./ Al-Bayhaqī, Shuʿab al-Īmān, vol. 3, p. 110, ḥadīth no. 3019.

[lxiv] - Al-Ṭabarānī, al-Muʿjam al-Kabīr, vol. 11, p. 65, ḥadīth no. 11017./Al-Bayhaqī, Shuʿab al-Īmān, vol. 3, p. 243, ḥadīth no. 3346

[lxv] - Qurʾān 9:60

[lxvi] - Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Kitāb al-Ṣulḥ, 2707; Ṣaḥīḥ Muslim, Kitāb al-Zakāh, 1007

[lxvii] - Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Kitāb al-Adab, 6019; Ṣaḥīḥ Muslim, Kitāb al-Īmān, 47

[lxviii] - Sunan Abī Dāwūd, Kitāb al-Aṭʿima, 3748

[lxix] - Sunan al-Tirmidhī, Kitāb al-Zakāh, 658; Musnad Aḥmad, vol. 4, p. 17.

[lxx] - Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Kitāb al-Zakāh, 1445; Ṣaḥīḥ Muslim, Kitāb al-Zakāh, 1008.

[lxxi] - Qurʾān 2:264

[lxxii] - Ṣaḥīḥ Muslim, Kitāb al-Zakāh, 1015

[lxxiii] - Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Kitāb al-Zakāh, 1421; Ṣaḥīḥ Muslim, Kitāb al-Zakāh, 1031.